ساجدہ بتول

افسانہ

میری زندگی میں آنے کا

بچے اس کو شروع سے پسند تھے مگر اس بچے کی آنکھوں میں ایک عجیب چمک تھی اور چہرے پر اداسی' تقریباً چار سال کا یہ بچہ تھا اور سر شبر رضا نے آج اسکول آ کر اس کو بلایا تھا وہ اپنی کلاس میں نرسری کے

بچوں کو پڑھا رہی تھی کہ سر شبر رضا کا حکم ملا تو وہ فوراً آئی' حجاب نے کمرے میں آنے سے پہلے اجازت لی اور بولی۔

''جی سر! آپ نے بلایا تھا''۔

''مس حجاب! آپ اس بچے کو پڑھائیں''۔ انہوں نے اشارہ کیا کرسی کی طرف جہاں ایک مغرور اور روٹھا سا بچہ بیٹھا تھا۔

''زین! یہ آپ کی مس ہیں سلام کرو''۔ سر کی زوردار آواز پرنسپل کے کمرے میں گونجی' بچہ نے فوراً حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مس کو سلام جھاڑ دیا' اس انداز پر تو وہ فدا ہوگئی' دل تو یہ چاہ رہا تھا حجاب کا کہ کاش یہ سر صاحب کمرے میں نہ ہوتے تو وہ یقیناً بچہ کو کھینچ کر گلے لگاتی اور ڈھیر سارا پیار کرتی' مگر اس نے دل پر قابو پایا اور بچے کو لے کر کلاس روم کی طرف چل پڑی' زیادہ سوال کرنے کی اس میں ہمت نہ تھی' سر شبر رضا جتنے خوبصورت تھے اتنے ہی غصے والے اور مغرور تھے' کسی سے مطلب کے سوا بات نہ کرتے اور ذرا ذرا سی بات پر غصہ کرتے اور حجاب نہایت نازک مزاج کی تھی' بہت چھوٹا سا دل رکھتی تھی اس لئے وہ نہیں چاہتی تھی کہ کوئی اس کو ڈانٹ دے اس لئے وہ سر شبر رضا سے بڑے ادب اور سلیقے سے بات کرتی' جیسے کسی بڑے بزرگ سے کر رہی ہو' حالانکہ وہ سر شبر رضا سے کوئی پانچ چھ سال چھوٹی ہوگی' یہ اس کا اپنا ذاتی خیال تھا۔

''پیارے بچو یہ آپ کا نیا کلاس فیلو ہے''۔

''زین رضا''۔ بچے نے جھٹ سے اپنا نام بتایا' حجاب نے کلاس میں آ کر ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ بچے نے فوراً اپنا نام بتا دیا' اور وہ حیران سی رہ گئی' یعنی جتنی وہ بچے کو معصوم سمجھ رہی تھی وہ اس کی سوچ سے بھی زیادہ ذہین تھا۔

''بیٹا احمد! آپ بھائی کو ساتھ بٹھائیں''۔ حجاب نے ایک بچے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا' اور پھر کلاس کو پڑھانے میں مصروف ہوگئی۔

☆

حجاب' قیصر علی کی بیٹی تھی جو کہ ایک ٹیلر تھے اور ایک دکان چلا رہے تھے' حجاب کی ماں نے کڑھائی سلائی کر کے بھی گھر کو چلانے میں بڑی مدد کی تھی مگر اب وہ بیمار رہتی تھیں پھر جب سے حجاب اسکول میں پڑھا رہی تھی تو کچھ نہ کچھ گزارہ ہو جاتا تھا' حجاب کے علاوہ بھی ایک بیٹا احسن جو میٹرک میں تھا اور اس سے چھوٹی بیٹی سدرہ تھی جو 8th میں تھی' اس مہنگائی میں گزارہ مشکل سے ہو رہا تھا' مگر پھر بھی یہ فیملی خوش تھی مگر قیصر علی اور انیلہ کو اپنی بیٹی کے رشتے کے لئے پریشانی تھی کیونکہ باقی رشتے دار اس لئے قریب نہیں آتے کہ وہ ان سے کم حیثیت رکھتے تھے اس لئے انہوں نے بھی ان سے کوئی تعلق نہ رکھا۔

''بابا جان! کل اسکول میں سر شبر رضا ایک بچے کو لائے تھے' شاید ان کا بیٹا تھا''۔ حجاب نے چائے پیتے ہوئے اپنے بابا جان کو بتایا۔

''تو تم پوچھ لیتیں کہ واقعی ان کا بیٹا ہے.....؟''

''کیسے پوچھتی بابا! ان کا غصہ ایسا ہوتا ہے کہ بس خدا کی پناہ ڈر لگتا ہے ان سے بات کرتے ہوئے''۔ حجاب نے اب کپ رکھا اور اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔

''ارے! بیٹا ناشتہ تو کر لو''۔

''نہیں' نہیں بابا جان! میں نے ناشتہ کر لیا ہے اچھا خدا حافظ''۔ اور وہ جلدی سے اپنے کمرے میں آئی اور اسکارف لیا اور اللہ کا نام لے کر گھر سے نکل پڑی' اور پیچھے سے انیلہ اپنی اس معصوم بیٹی کو دعائیں دیتی رہیں جو ان کا بوجھ کم کرنے کے لئے اسکول میں پڑھا رہی تھی آج پھر وہ اپنی عادت سے مجبور ہو کر کئی بچوں کو چومتے ہوئے لون سے گزری اور سیدھی اسٹاف روم میں آ گئی۔

''حجاب بی بی! آپ کے اندر کون سی روح گھس گئی

ہے جو آپ پرائے بچوں کو پیار کرتی ہیں''۔ مس ثمینہ تو شروع ہوگئیں حجاب کو دیکھ کر۔

''کیا کروں' بچے میری کمزوری ہے جب میں ان کو دیکھتی ہوں تو اپنے آپ پر قابو نہیں کرسکتی' میری بہن کہتی ہے کہ میں ضرور ایک دن میں کسی بچے کی ماں سے اپنی خاطر تواضع کرواؤں گی' یعنی مار کھاؤ گی''۔ پھر دونوں ہنسنے لگیں' اور باقی اسٹاف ٹیچرز اپنی اپنی کلاس میں جانے کیلئے تیار ہوگئیں۔

☆

زبیدہ پبلک اسکول میں وہ تقریباً ایک سال سے بچوں کو پڑھا رہی تھی' منور صاحب اور زبیدہ بیگم نے یہ اسکول مل کر کھولا تھا' ان کا ایک ہی بیٹا تھا' شبر رضا جو کہ ایک انجینئر تھا مگر مہینے میں دو تین دفعہ اسکول آ کر سب کام سنبھال لیتا اور سخت رویہ رکھتا کہ سب ٹیچر اور پرنسپل صاحبہ بھی ان سے ڈرتی تھیں مگر اس اسکول میں تنخواہ زبردست تھی' اس لئے سب برداشت بھی کرتیں' اور وہ کون سا ہر روز آتے' کبھی کبھی بس سب کی کلاس لگتی' کافی سال پہلے زبیدہ بیگم کا انتقال ہوگیا تھا' اب صرف منور صاحب اور ان کے بیٹے تھے' زبیدہ کی زندگی میں شبر رضا نے اپنی کلاس فیلو آفرین سے شادی کی تھی جو کہ بڑی دھوم دھام سے ہوئی تھی' شادی کے بعد کچھ عرصہ تو اچھا گزرا' دونوں کے پھر آہستہ آہستہ جھگڑے شروع ہوگئے اور جب زین پیدا ہوا تو آفرین طلاق لے کر چلی گئی اور پھر سننے میں آیا کہ اس نے لندن جا کر اپنے ایک کزن سے شادی کرلی' اور یہ غم اندر ہی اندر شبر رضا کو مار رہا تھا' اس لئے اس کو ہر عورت سے ہی نفرت ہوگئی تھی' مختلف 11 نوکرانیوں سے اس کا واسطہ پڑتا رہا' جو صرف اس کو لوٹنا چاہتی تھیں' یوں بڑی مشکل سے زین کو اس نے اپنے ابو منور صاحب کے تعاون سے پالا تھا' منور صاحب اب بیمار رہتے تھے اس لئے وہ چاہتے تھے کہ شبر رضا کسی اچھی سی لڑکی سے شادی کرلیں تاکہ زین کو ماں کی کمی کا احساس نہ ہو۔

''زین بیٹا! اب جلدی سے اٹھو آپ کو اسکول جانا ہے''۔ منور صاحب نے اپنے لاڈلے پوتے کو بستر سے اٹھایا۔

''دادا ابو! ایک بات تو بتایئے' کیا میری مما نہیں ہیں.....؟ سب بچوں کی مما ہوتیں ہے مگر میری مما نہیں ہیں''۔ معصوم سا ذہن اپنی آنکھوں میں آنسو لا کے بولا۔

''بیٹا! آپ کی مما بہت جلد آجائیں گی' اب آپ اٹھیں''۔ منور صاحب نے بھی آنکھوں کو صاف کیا' جہاں بہت سا پانی جمع ہوچکا تھا' کمرے میں آئے ہوئے شبر رضا نے اپنے قدموں کو وہی روک لیا' جب سے زین اسکول جانے کی عمر تک آیا تھا اس کے سوال بڑھ گئے تھے' جس شدت سے وہ اپنی ماں کے بارے میں پوچھتا اور بار بار شبر رضا اس کو ایک ہی جواب دیتا کہ اس کی ماں بہت دور چلی گئی ہے' جب وہ بڑا ہوجائے گا تو وہ واپس آجائیں گی' مگر آج یہی سوال اس نے دادا جان سے بھی پوچھ لیا' اس نے اپنے آپ کو بیڈ پر گرالیا اور سوچنے لگا۔

''آفرین! کاش میں تم سے محبت نہ کرتا' کاش محبت کی تھی تو شادی نہ کرتا''۔ مگر اب پچھتاوے رہ گئے تھے۔

☆

''احسن اور سدرہ! تمہیں کوئی چیز تو نہیں چاہئے' میں اور امی جان آج بازار جائیں گے تو لے آئیں گے''۔ حجاب نے سبزی کاٹتے ہوئے کہا' دونوں بہن بھائی اس کے پاس آ کر بیٹھ گئے اپنے سارے کام چھوڑ کر۔

''آپی! مجھے نئی شرٹ چاہئے بلیو کلر کی''۔ احسن نے لاڈ سے کہا' سدرہ نے بھی اپنی پسند بتائی۔ حجاب نے اپنے دونوں بہن اور بھائی کو

دیکھا اور سوچتی رہی کہ۔

''کاش میرا بس چلے تو' میں تم لوگوں کو اس وقت تک سپورٹ کرتی رہوں.....''

''کہاں کھو گئیں آپی.....؟'' سدرہ نے اس کا کاندھا ہلا کر کہا۔

''ہاں' میں سن رہی ہوں میں سب لے آؤں گی' تم دونوں فکر نہ کرو''۔

''شکریہ آپی.....'' احسن نے کہا' حجاب مسکرا اٹھی۔

''تم دونوں بہن بھائی خوش رہو میری اسی میں خوشی ہے''۔ حجاب نے سبزی اٹھاتے ہوئے کہا اور کچن میں چلی گئی کیوں کہ شام کو وہ کھانا بناتی تھی تاکہ امی کو کچھ ریسٹ مل سکے۔

☆

''انیلہ! مجھے تم سے بات کرنی ہے''۔ قیصر علی نے رات کو لیٹتے ہوئے کہا۔

''ہاں بات کریں' خیریت تو ہے' کافی پریشان لگ رہے ہیں''۔

''آج بھائی منور میری دکان پر آئے بہت پریشان تھے اور وہ چاہتے ہیں کہ شبر رضا کی شادی ہو جائے تاکہ اس کے پوتے کو ماں کا پیار مل سکے اور وہ حجاب کا رشتہ مانگ رہے تھے' میں نے تو اس وقت انکار کردیا مگر وہ کہہ رہے تھے کہ وہ خود حجاب کو راضی کرچکے ہیں تو میں خاموش ہوگیا' کیا اس سلسلے میں حجاب نے تم سے بات کی ہے''۔ قیصر علی نے پوچھا تو جواب میں انیلہ نے کہا۔

''نہیں مجھ سے تو کوئی بات نہیں ہوئی اور ایسا کیسے ہوسکتا ہے ہماری پھولوں سے پلی بچی اور بچے کو سنبھالے اور مجھے تو یہ شبر رضا پسند بھی نہیں ہے' آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہماری بچی کیسے اس کا ڈر سے ذکر کرتی ہے''۔ انیلہ نے فکرمند ہو کر کہا۔

''اچھا تم زیادہ فکر نہ کرو اور سو جاؤ' صبح بات کریں گے''۔ قیصر علی نے کہا اور کروٹ لے کر لیٹ گئے۔ منور اور قیصر علی کی دوستی کافی عرصے سے تھی مگر جب سے زبیدہ کا انتقال ہوا تھا' اس وقت سے ان کا گھروں میں آنا جانا کم ہوگیا تھا' شاید اس لئے بھی کہ منور اور شبر رضا کافی عرصے سے پاکستان چھوڑ کر دبئی چلے گئے تھے پھر واپس آئے تو شبر رضا کی شادی اور اس کے بیٹے کی پرورش میں سب سے تعلق نہ رکھ سکے ایسے وقت میں دوست بھی بھول گئے مگر پھر اچانک ایک سال پہلے یونہی راستے میں دونوں کی ملاقات ہوگئی' باتوں باتوں میں قیصر علی نے بتایا کہ وہ اپنی بیٹی کے لئے کسی اچھی سی جاب کی کوشش میں ہیں تو منور صاحب نے اپنے اسکول کا کہا' اور یوں حجاب اس اسکول میں جاب کرنے لگی' منور صاحب کبھی کبھی اسکول آتے اور حجاب سے ضرور ملتے اس لئے زین کے سوالوں کے جواب میں انہوں نے مجبور ہو کر حجاب سے اپنے بیٹے سے شادی کا کہا' وہ شاید کبھی نہ کہتے' اگر زین کا وجود نہ ہوتا' کیونکہ وہ اپنے بیٹے کے مزاج کو اچھی طرح سمجھ گئے تھے جس نے اپنے آپ کو ایک خول میں بند کرلیا تھا۔

☆

''بیٹا حجاب! آپ کے سامنے ایک کمزور باپ بیٹھا ہے' اس کی التجا کو قبول کرلو' زین کو ایک ماں کا پیار چاہئے اور میرے گھر کو ایک سمجھدار بہو کی ضرورت ہے' میں جانتا ہوں کہ یہ ذمے داری بڑی ہے' مگر آپ اس کو اچھی طرح نبھا سکتی ہیں''۔ منور صاحب اسکول کے وزٹ پر آئے تھے اور پھر پرنسپل کے کمرے میں حجاب کو بلایا تھا اور اس سے بات کررہے تھے۔ حجاب نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا اور بولی۔

''مگر انکل! یہ کیسے ہوسکتا ہے.....؟ آپ کے اور ہمارے اسٹیٹس میں بہت فرق ہے اور میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتی کہ آپ کے معیار پر پوری اتر سکوں' اور پھر میں ابھی شادی نہیں کرسکتی' میں اپنے گھر کو

سپورٹ کررہی ہوں' میں اپنے بہن اور بھائی کے مستقبل کیلئے کچھ کرنا چاہتی ہوں''۔

''بیٹا! آپ مجھے سوچ کر جواب دیں' حجاب! میں آپ کے بہن اور بھائی کی ذمہ داری اٹھاتا ہوں' جب تک وہ کسی قابل نہیں ہوجاتے' آپ ان کو سپورٹ کرتی رہیں' مجھے یا میرے بیٹے کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا' اور پھر میں خود بھی اس میں آپ کی مدد کروں گا' اور نہ میں جہیز وغیرہ لینے کے حق میں ہوں' مجھے تو بس اپنی بیٹی چاہئے''۔ منور صاحب نے اپنی بات ختم کرلی تھی اور پھر حجاب نے لاکھ سوچا تو اسکا حل یہی نکلا کہ وہ منور صاحب کی بات مان لے' یوں اس کے بہن بھائی کا مستقبل بھی بن جائے گا اور اس کے ماں باپ کی ٹینشن بھی ختم ہوجائے گی کہ جوان بیٹی بیٹھی ہے اور اس کی شادی کرنی ہے' اور جہیز جیسی لعنت سے چھٹکارا مل گیا تھا اور پھر معصوم زین کو ایک ماں مل جائے گی مگر ان سب باتوں میں پتہ نہیں اس کے خواب کہاں تھے ایک گھر میں پیار کرنے والا شوہر ہو' مگر سب کی خوشی اس میں تھی کہ وہ یہ فیصلہ کرتی' یوں اس نے کئی دن کے بعد انکل منور کو فون کرکے فیصلہ سنا دیا پھر منور صاحب نے اس کے ماں باپ سے بات کی' جب اس کی رضامندی پوچھی گئی تو اس نے ہاں کردی' انیلہ منع کرتی رہیں کہ وہ ایسا فیصلہ نہ کریں جس سے وہ خوش نہ رہ سکے مگر اس نے بڑی مشکل سے ماں کو سمجھایا اور یوں وہ مسز شبر رضا بن کر منور صاحب کے گھر آ گئی۔

شادی سے پہلے شبر رضا نے اس سے فون پر بات کی تھی اور کہا تھا کہ وہ صرف اس کے بیٹے کی ماں بن کر اس گھر میں آئے' شبر رضا کی بیوی بن کر نہیں' یعنی یہ شادی اس نے باپ اور اپنے بیٹے کے لئے کی تھی' اس لئے اس کی زندگی پر حجاب کا کوئی حق نہیں۔ حجاب بہت خوبصورت لگ رہی تھی شادی والے دن جیسے کوئی پری' اس کی دوست' بہن اور ماں تو یہی کہتی رہیں مگر پتہ نہیں کیوں وہ خود خوش نہ تھی' مگر وہ ظاہر یہ کررہی تھی کہ وہ بہت خوش ہے' شبر رضا بھی کسی سے کم نہیں تھا' چوڑی پیشانی' ہلکی مونچھیں' سفید چہرہ' خوبصورت آنکھیں چمکتی بھنویں مگر ان میں اداسی کے ڈیرے تھے' حجاب کو تو ایسا ہی لگا تھا' سب کچھ اتنا اچانک ہوا تھا اس لئے وہ خود بھی حیران تھی' جس شبر رضا سے وہ ڈرتی تھی' جب بھی اس سے بات کرتی تو نیچے دیکھتی' آج وہ اس کے گھر اور اس کے بیڈ روم میں تھی۔

''حجاب! آپ یہاں سے میرا مطلب ہے کہ زین کے بیڈ روم میں چلی جائیں''۔ شبر رضا نے پہلے دن ہی اس کی انسلٹ کرکے اس کو دوسرے روم میں بھیج دیا' جو زین کا تھا' اور حجاب چپ چاپ دوسرے کمرے میں چلی گئی اور شبر رضا اپنے بیڈ پر دراز ہوگیا۔ پتہ نہیں یہ اچھا ہوا تھا یا برا' اس کی زندگی میں ایک اور لڑکی آئی تھی' اس کے ساتھ ناانصافی تھی یا نہیں تھی' شبر رضا کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا' باپ کے کہنے پر اس نے شادی تو کرلی تھی مگر بیوی کی صورت اپنانا اس کے لئے ممکن نہیں تھا' آفرین کو وہ نہ بھول سکا تھا' اسی لئے اس نے شادی سے پہلے ہی حجاب کو اس بات سے آگاہ کیا تھا کہ وہ صرف اس گھر میں بہو اور ماں بن کر آرہی ہے بیوی بن کر نہیں' اس کا خیال تھا کہ شاید حجاب شادی سے انکار کردے گی اور یوں وہ آزاد ہوجائے گا مگر حجاب نے اس کی زندگی میں آنا تھا سو وہ آکر رہی۔

''شبر رضا دیکھئے یہ بھی کب تک رہتی ہے آپ کے گھر' جب آفرین نہ رہ سکی اس گھر میں' جس کو مکمل پیار اور ہر چیز کا آرام اور سہولتیں حاصل تھیں یہ تو ویسے ہی اتنی بڑی ذمہ داری کہاں اٹھا سکے گی' وہ بھی ایک بچے کی جو بن ماں کا ہے' جس کی اپنی ماں یہ ذمہ داری نہ اٹھا سکی' ایک انجان لڑکی کہاں اٹھا پائے گی''۔ وہ یہی سوچتا تھا اور یہی بات وہ

اپنے باپ کو سمجھانا چاہتا تھا' مگر وہ نہیں سمجھتے تھے' اور اب شاید وہ جلد ہی اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے پھر اپنے گھر کو اجڑتا' شبر رضا ساری رات نہ سو سکا اپنے آپ سے باتیں کرتا رہا' دوسری طرف حجاب کو بھی نیند نہ آئی' انجانا گھر اور ایک نیا رشتہ..... وہ سوچتی رہی۔ ''پتہ نہیں انکل کے معیار پر اتر سکوں گی یا نہیں' ان کے گھر کو پھر آباد کرسکوں گی کہ نہیں''۔

اب اس کو گھر سنبھالنا تھا' فجر کی اذان ہوئی تو اس نے مہرون رنگ کے لہنگے کو اتار کر ہلکا سا پنک رنگ کے سوٹ کو پہنا اور نماز پڑھنے کے لئے تیار ہوگئی' نماز کے بعد اس نے زین کو چیک کیا تو وہ سو رہا تھا' سو وہ اس کو اچھی طرح کمبل اوڑھا کر کچن میں آ گئی' نیا گھر تھا کچھ جھجک کر کچن تلاش کیا اور پھر چائے بنائی' چائے کپ میں ڈال کر وہ سیدھی منور صاحب کے کمرے میں آ گئی' دستک دینے کے بعد کچھ دیر رکی' جب اندر سے آواز آئی تو وہ اندر داخل ہوگئی۔

''السلام وعلیکم بابا جان!'' حجاب جلدی سے بولی۔

''وعلیکم سلام بیٹا! جیتی رہو''۔ منور صاحب اس وقت قرآن پاک کی تلاوت کے بعد اٹھ رہے تھے' پیار سے حجاب کے سر پر ہاتھ رکھا اور چائے کا کپ لے لیا۔

''کیسی ہو بیٹا!'' مسکرا کر منور صاحب بولے۔

''میں ٹھیک ہوں بابا جان! کیا میں آپ کو بابا کہہ سکتی ہوں.....؟'' حجاب نے سوال کیا۔

''ہاں' بالکل تم میری بیٹی ہو' یہاں کسی قسم کی بھی ضرورت ہو تم بلا جھجک اپنے اس بابا کو بتا سکتی ہو''۔ کچھ دیر وہ بیٹھی باتیں کرتی رہی پھر زین کے خیال سے وہ جلدی سے اپنے روم میں' جہاں ابھی تک زین سو رہا تھا چلی گئی۔ اس نے پیار سے اسکے سر پر ہاتھ رکھا اور آہستہ آہستہ اس کو آواز دینے لگی۔

''زین بیٹا! اٹھو جان' صبح ہوگئی ہے''۔ اور ساتھ دوسرے کمرے میں سوئے شبر رضا کی آنکھ اس دلنشین آواز سے کھل گئی حالانکہ وہ صبح کی نماز پڑھ کر سویا تھا اور اس کا ارادہ جلدی اٹھنے کا بھی نہیں تھا' مگر حجاب کی آواز سے اس کی آنکھ کھل گئی' آواز بے شک ہلکی تھی' مگر کمرے کے درمیان دروازہ تھا' جو اس نے زین کی سہولت کے لئے کھولا ہوا تھا' زین اور اس کے کمرے بالکل ساتھ ساتھ تھے اور دروازہ بھی اندر سے تھا' اس لئے باتوں کی آواز بہت جلد ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں سنی جاسکتی تھی' مگر حجاب اس سے بے خبر زین کے لاڈ اٹھانے میں مصروف تھی۔

☆

احسن اپنے کمرے میں صفائی کرنے میں مصروف تھا' اور گانے میں بھی مشغول تھا۔

''اسٹیج ڈراموں کی طرح ان کے گانوں کی انسلٹ نہ کرو' اور فوراً نیچے آؤ''۔ نیچے سے سدرہ کی آواز سنائی دی تو وہ بھی شروع ہوگیا۔

''وکی لیکس کی طرح تم بھی انکشافات نہ کیا کرو' آج سنڈے ہے اس لئے میں آرام سے اپنے کمرے کی صفائی کرکے نیچے آؤں گا''۔ احسن نے وہیں سے جواب دیا۔

''بھائی پلیز! جلدی آیئے آج آپی آرہی ہیں میں نے جلدی کام کرنا ہے''۔ سدرہ کی آواز دوبارہ آئی اور اس بار احسن فوراً نیچے آ گیا کیونکہ آپی کا تو اس کو بھی بہت انتظار تھا' وہ شادی کے تین ماہ بعد آرہی تھی اور اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ خوب شکایت لگائے گا کہ وہ ہمیں بھول گئی ہے وہاں جاکے' ایک ہی شہر میں رہتے ہوئے وہ تین ماہ بعد آرہی تھی' شادی کے بعد وہ صرف ایک دفعہ ہی مما کے گھر گئی تھی وہ زیادہ سے زیادہ وقت زین اور گھر پر دے رہی تھی' گھر کی اچھی خاصی سیٹنگ کی' لان بنانے میں مالی بابا

کے ساتھ مدد کرتی' زین کو کرکٹ سکھاتی اور روزانہ وہ شام کو زین کو لان میں لے کر کھیلتی' محلے کے بچوں کو بلوا لیتی اور یوں بہت جلدی بچے اس کے دوست بن گئے اور زین کے بھی' زین اب بہت خوش رہتا تھا' منور صاحب بھی بہت خوش تھے مگر خوش نہیں تھا' تو شبر رضا یہ سمجھتا تھا کہ وہ بہت جلدی ان سب کو چھوڑ کر چلی جائے گی۔

''زین! آپ جلدی سے تیار ہو جاؤ' آج ہم نانا کے گھر جائیں گے اور وہاں کافی دن رہیں گے''۔ اس نے جان بوجھ کر اونچی آواز میں کہا' کیونکہ ہال کمرے میں شبر رضا ٹی وی دیکھ رہے تھے اور زین اس کے پاس بیٹھ کر کھلونے سے کھیل رہا تھا' حجاب نے ہال کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ خود چلی جایئے زین یہیں رہے گا''۔ شبر رضا نے ناگوار لہجے میں کہا' زین اب کھلونے چھوڑ کر حجاب کے پاس آ گیا تھا۔

''ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی' میرا خیال تھا کہ یہ آپ کو میرے بغیر تنگ کرے گا''۔ حجاب نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

''جب آپ نہیں تھیں تو اُس وقت اس نے ہم کو تنگ نہیں کیا اور ان تین ماہ میں ہم کو تنگ کرے گا ویسے بھی آپ نے کون سا یہاں ساری عمر رہنا ہے' آپ کے جب کام ہو جائیں گے تو آپ بھول جائیں گی کہ کوئی زین بھی تھا''۔ نہ جانے کون سا غصہ تھا شبر رضا کو' جو اس نے حجاب پر نکالا تھا' آنکھوں میں آنسو لئے وہ فوراً اپنے کمرے میں آ گئی تھی۔ روتے ہوئے وہ سوچ رہی تھی کہ شبر رضا کے دل میں کتنی غلط فہمیاں ہیں کبھی وہ اس کو جیت سکے گی یا نہیں کاش وہ اس کو بتا سکتی کہ وہ سب غلط سوچ رہا ہے وہ یہاں سے کبھی نہیں جائے گی نہ اس کو چھوڑ کر اور نہ زین کو چھوڑ کر۔

زین کو لے کر شبر رضا گھر سے باہر آ گیا اور کسی پارک میں لے آیا کیونکہ آج سنڈے تھا اس لئے وہ بھی گھر میں تھا' وہ زین کو اس لئے بھی گھر سے لے کر گیا تھا' کہ وہ حجاب کے ساتھ حجاب کے ماں باپ کے گھر نہ جا سکے' زین کچھ دیر کھیلتا اور پھر سوال کرتا۔

''پاپا! مما کیوں نہیں آئیں پارک.....؟ کیا وہ نانا کے گھر چلی جائیں گی' میں بھی ان کے ساتھ جاتا' وہاں پتہ ہے ماموں بھی ہیں اور خالہ بھی ہیں وہ بہت اچھے ہیں''۔

''بیٹا! آپ کھیلئے' دیکھیں سب بچے کھیل رہے ہیں' آپ کی مما دو تین دن تک واپس آ جائیں گی''۔ شبر رضا اس کو ایک جھولے پر بٹھاتے ہوئے بولا۔

''مگر پاپا میں رات کو کس کے پاس سوؤں گا' مجھے تو مما کہانی سناتی ہیں''۔ زین پھر شروع ہو گیا تھا۔ تقریباً کئی گھنٹوں کے بعد وہ اس کو گھر لے آیا زین نے گھر آ کر دادا سے مما کا پوچھا تو پتا چلا کہ وہ چلی گئی ہیں' پھر دادا اس کو ہوم ورک کرواتے رہے اور باتیں بھی کرتے رہے کہ۔

''بیٹا! آپ کی مما کی امی کی طبیعت خراب ہے اس لئے آپ کی مما کو جلدی تھی ورنہ وہ آپ کو ساتھ لے کر جاتیں''۔ کیوں کہ یہ باتیں حجاب' منور صاحب کو خود بتا کر گئی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ شبر رضا نے منع کیا تھا کہ وہ زین کو ساتھ لے کر نہ جائے یہ بات منور صاحب کو پتہ چلتی تو وہ شبر رضا پر ناراض ہوتے' وہ یہ سب نہیں چاہتی تھی کہ اس کی وجہ سے ٹینشن مزید ہو یہ اس کو گوارا نہ تھا اس لئے وہ چپ چاپ امی کے گھر آ گئی اور صرف ایک دن گزارنے کے بعد گھر واپس آ گئی تھی' منور صاحب سے اس نے کہہ دیا کہ اب وہ ٹھیک ہے اس لئے وہ جلدی واپس آ گئی' جب حجاب امی کے گھر گئی تھی تو اس رات زین نے ساری رات شبر رضا کو تنگ کیا تھا یوں وہ ساری

رات نہ ہو سکا تھا' حجاب کے کمرے میں ویسے بھی اس کو نیند نہیں آ رہی تھی ہر طرف اس کی چیزیں تھیں کہیں پر اس کی جیولری کہیں پر چوڑیاں نظر آ رہی تھی اور کہیں پر اس کی تصویر لگی ہوئی تھی' اس کی اور زین کی بھی تصویر لگی تھیں' ٹیبل پر تصویر دیکھتے ہوئے اس کا ہاتھ ایک ڈائری سے ٹکرایا پھر اس نے ڈائری دیکھی جو کہ حجاب کی تھی' یوں اس نے وقت گزاری کے لئے ڈائری پڑھنا شروع کر دی' جس میں حجاب نے مختلف واقعات اسکول کالج اپنے گھر کے لکھے تھے اور پھر جو کچھ وہ پڑھتا گیا اور حیران ہوتا گیا کہ حجاب نے کتنی عظیم قربانی بھی دی تھی اپنے بہن بھائی کے مستقبل اور زین کی زندگی کے لئے اور پھر اس کے ہر شکوے کا حل تھا ڈائری میں۔

ڈائری میں اس نے لکھا تھا کہ وہ ہر حال میں شبر رضا اور زین کی زندگی سے کبھی بھی نہیں جائے گی خوشی کے لمحوں میں وہ جینا چاہتی تھی' شبر رضا کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس کے ابو نے خود اس کو منایا تھا کہ نہ وہ جہیز لیں گے اور اس کے بھائی اور بہن کو بھی سپورٹ کریں گے یوں وہ مان بھی گئی تھی اور یہ ثابت بھی کر لیا تھا کہ وہ اس گھر کے لئے بنی تھی اس نے یہ بھی ڈائری میں لکھا تھا کہ شادی کے بعد جب اس نے اپنی امی کو بتایا کہ اس نے اس لئے شادی کی ہے کہ اس کی فیملی بھی خوش رہے اور وہ خود بھی' تاکہ بہن کے جہیز کے لئے ان کو پریشانی نہ اٹھانا پڑے تو اس کی ماں اس سے بہت سخت ناراض ہوئیں اور پھر اس کے پاپا بھی' سب نے اس سے کہا کہ وہ خوش ہیں کہ اس کی عزت سے شادی ہو گئی اور ان کی حیثیت کے مطابق تھوڑا بہت جہیز بھی دیا مگر وہ اب اس سے کچھ بھی نہیں لیں گے' اب سب کچھ وہ زین اور اپنے گھر کے لئے کریں تو وہ بہت خوش ہوئی اب اس کی زندگی کا مقصد زین کی ہر خوشی کا خیال رکھنا تھا' شبر رضا بہت شرمندہ ہوا اور پھر اس طرح ڈائری واپس رکھ دی۔

اب اس کو حجاب کو منانا تھا جو کہ اتنا مشکل نہیں تھا' وہ بہت اچھی لڑکی تھی وہ اس کو جلدی منا لے گی' کبھی کبھی زندگی میں وہ ہو جاتا ہے جس کے بارے میں ہم سوچ بھی نہیں سکتے' اس طرح حجاب کی زندگی میں خوشیوں نے دستک دی تھی' شام کو شبر رضا کے ساتھ اس کی فیملی آ گئی تھی' دوپہر کو شبر رضا نے فون کر کے اس کو کہا تھا کہ کبھی دوستوں کو وہ کھانے پر گھر بلا رہے ہیں اس لئے وہ اور زین تیار ہو جائیں اور اچھا سا کھانا بھی تیار رکھیں' جب سب کچھ تیار ہو گیا تو وہ پہلی دفعہ شبر رضا کے کہنے پر خوب دل لگا کر تیار ہوئی' اورنج کلر کے سوٹ میں اس کی رنگت کھلی کھلی لگ رہی تھی اوپر سے اس نے ہلکا سا سیٹ سونے کا پہن لیا تھا لپ اسٹک لگائی اور خوبصورت بلیو آنکھوں میں صرف کاجل لگایا' زین کو بھی تیار کر لیا' اب دل میں سورۃ الفاتحہ کا ورد کیا۔

''مما! مہمان آ گئے ہیں پاپا آپ کو بلا رہے ہیں''۔ زین دوڑا دوڑا آیا جب وہ کچن میں تیار چیزوں کا جائزہ لے رہی تھی' جب وہ ہال کمرے میں داخل ہوئی تو سامنے اس کے ابو اور امی سب بیٹھے ہوئے تھے' وہ دوڑ کر ان کے سینے سے جا لگی' امی ابو نے اس کو پیار کیا' بہن اور بھائی سے ملی' جب تک وہ رہے وہ ہنستی مسکراتی بولتی بہت اچھی لگ رہی تھی شبر رضا کو' اس نے سوچ لیا تھا کہ جو پل اس کے پاس ہیں ان کو اچھی طرح یونہی خوشی سے گزارنے چاہئیں' سب کے جانے کے بعد جب وہ کمرے میں آئی تو شبر رضا الماری سے اپنا نائٹ سوٹ نکال رہا تھا' زین سو چکا تھا۔

''آپ کا بہت شکریہ' آپ نے امی ابو کو گھر بلایا''۔ حجاب یہ کہہ کر خاموش ہو گئی' شبر رضا نے آگے بڑھ کر اس کو اپنی مضبوط بازوؤں میں لے لیا۔

''اور تمہارا بھی شکریہ میری زندگی میں آنے کا''۔